

عارف نوشاہی *

”تکملة التكملة“: سندھ میں فارسی تذکرہ نویسی کی روایت کا آخری نمونہ

عارف نوشاہی

حسن اتفاق ہے کہ فارسی زبان میں فارسی شعرا کی تذکرہ نویسی کا آغاز سندھ میں ہوا اور اس کا خاتمہ بھی اسی خطے میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ چھٹی صدی ہجری میں سدید الدین محمد عوفی منگولوں کے فتنے سے بچنے کے لیے اپنے وطن بخارا سے سندھ آ گئے تھے۔ یہاں وہ ملتان اور سندھ کے حکمران ناصر الدین قباچہ (حکومت ۶۰۲-۶۳۵ھ/۱۲۰۶-۱۲۳۸ء) کے دربار سے وابستہ ہوئے اور اسی دوران فارسی شعرا کا تذکرہ لباب الالباب لکھا۔ عوفی نے اپنی دوسری فارسی تصنیف جوامع الحکایات و لوامع الروایات کی تصنیف بھی ناصر الدین قباچہ کے کہنے پر شروع کی تھی جو فارسی ادب میں تاریخی اور ادبی فوائد کے اعتبار سے ایک اہم کتاب ہے۔^۱ اس وقت فارسی کے دستیاب تذکروں میں قدیم ترین یہی لباب الالباب ہے۔ اس کے بعد برصغیر میں فارسی تذکرہ نویسی کی روایت تسلسل کے ساتھ قائم رہی اور بلا مبالغہ سیکڑوں چھوٹے بڑے تذکرے معرض وجود میں آئے۔ برصغیر میں فارسی تذکرہ نگاری کے حجم کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اب تک ان تذکروں کے چند مستقل جائزے شائع ہو چکے ہیں۔ جیسے ڈاکٹر سید علی رضا نقوی کی کتاب تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان جو ۱۹۶۴ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ احمد گلچین معانی کی کتاب تاریخ تذکرہ ہای فارسی جو دو جلدوں میں پہلی بار ۱۹۶۹ء-۱۹۷۱ء میں تہران سے شائع ہوئی۔ ڈاکٹر

فرمان فتح پوری کی کتاب اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری جو ۱۹۹۸ء میں کراچی سے شائع ہوئی جس میں اردو شعرا کے فارسی تذکروں سے بھی سروکار رکھا گیا ہے۔

سندھ خود چونکہ فارسی شعروادب کا ایک قدیم مرکز رہا ہے، لامحالہ یہاں بھی تذکرہ نویس کی روایت بہت پختہ ہے۔ یہاں نہ صرف مقامی سندھیوں نے تذکرے تصنیف کیے بلکہ سندھ سے باہر سے آئے ہوئے مصنفین کے لیے بھی یہاں کی فضا تصنیف و تالیف کے لیے بہت سازگار تھی۔ عونی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ایک دوسرے نامور تذکرہ نویس، میر غلام علی آزاد بگرامی (۱۱۱۶-۱۲۰۰ھ) ہیں جو ۱۱۳۲-۱۱۳۷ھ/۱۷۳۰-۱۷۳۳ء کے دوران سندھ میں مقیم رہے اور فارسی شعرا کے تذکرے یہ دیہض کی پہلی روایت، یہاں سیوستان میں ۱۱۳۶ھ/۱۷۳۳ء میں مکمل کی۔^۲ یہ تذکرہ تاحال غیر مطبوعہ ہے۔ متاخر دور میں سندھ میں دو بہت اہم تذکرے لکھے گئے۔ پہلا، میر علی شیر قانع توی (۱۱۴۰-۱۲۰۳ھ) کا مقالات الشعرا، دوسرا محمد ابراہیم خلیل (وفات: ۱۳۱۷ھ) کا تکملة مقالات الشعرا۔ قانع نے اپنا تذکرہ ۱۱۷۴ھ/۱۷۶۱ء میں لکھا۔ اس میں سندھ کے ۱۹ (سات سوانیس) فارسی گو شعرا کے حالات اور انتخاب کلام ہے۔ خلیل کا تکملة ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء میں مکمل ہوا جس میں سندھ کے مزید ۸۲ (بیاسی) فارسی گو شاعروں کا ذکر شامل ہے۔ یہ دونوں تذکرے پھر حسام الدین راشدی (۱۹۱۱ء-۱۹۸۲ء) نے عمدہ حواشی اور تہلیفات کے ساتھ مرتب کیے اور دونوں شائع ہو چکے ہیں۔^۳ خود راشدی مرحوم کو بھی سندھ میں آخری دور کے فارسی تذکرہ نگاروں میں شامل کیا جانا چاہیے جنہوں نے کشمیر سے متعلق فارسی گو شعرا کا تذکرہ، تذکرہ بشعر اے کشمیر چار جلدوں میں مرتب کیا، جو بذات خود اصل متخلص بہ میرزا کے تذکرہ شعراے کشمیر کا تکملة ہے اور اس کے مرتب بھی راشدی مرحوم ہیں۔ یہ دونوں تذکرے، اپنے موضوع پر بہت جامع مآخذ ہیں اور دونوں شائع ہو چکے ہیں۔^۴

سندھ میں تذکرہ نویس اور تکملة نویس کی اس روایت کا حسن ختام ڈاکٹر نبی بخش خاں بلوچ (۱۹۱۷ء-۲۰۱۷ء) کے تکملة التکملة پر ہوتا ہے جو ۲۰۰۷ء میں آرٹس فیکلٹی، سندھ یونیورسٹی، جام شورو کی طرف سے شائع ہوا۔^۵ یہ تذکرہ دراصل خلیل کے تکملة کا تکملة ہے اسی لیے ڈاکٹر بلوچ نے اپنے تذکرے کا نام بڑی خوش ذوقی سے تکملة التکملة رکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کا مقصد تصنیف یہ تھا کہ سندھ میں فارسی دانی اور فارسی شاعری کی باقیات صالحات کو محفوظ کیا جائے۔ اب چونکہ سندھ میں بہت ساری علمی مواد ضائع ہو چکا ہے، اس

لیے بچا کھپا موا بھی غنیمت ہے اور اس سے ایک انتخاب کلام تیار کیا گیا ہے۔ سندھ میں فارسی شاعری کے نمونے محفوظ کرنے کے لیے جو مختلف طرز کے دلچسپ طریقے اپنائے گئے، ڈاکٹر بلوچ نے اپنے مقدمے میں ان کا ایک مختصر جائزہ لیا ہے۔ جیسے ”محک“ طرز کی کتابیں (محک کمال، محک الشعراء، محک خسروی) جن میں ہم ردیف و قافیہ غزلیں جمع کی گئی ہیں؛ بیاضیں اور منتخبات؛ محفلیں اور انجمنیں؛ مراسلہ؛ موازنہ؛ مشاعرہ؛ حسن شعر کی داد دینے کی روایت؛ یہ سب وہ طریقے تھے جن کے ذریعے سندھ میں فارسی شاعری کا اظہار ہوا اور یہ شاعری قلمبند بھی ہوئی۔

قانع اور خلیل کے تذکروں کے برعکس، جو شاعروں کے تخلص کی سچی ترتیب پر مرتب ہوئے ہیں، ڈاکٹر بلوچ کا تکملة التکملة تاریخی ترتیب پر لکھا گیا ہے اور تاریخی ترتیب کے اندر سچی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ اس تذکرے کے مندرجات اس طرح ہیں:

- ۱۔ گیارہویں صدی ہجری تک کے شعرا (۱۵ شاعر)
- ۲۔ گیارہویں اور بارہویں صدی ہجری کے شعرا (۲۱ شاعر)
- ۳۔ بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کے شعرا (۲۷ شاعر)
- ۴۔ تیرہویں صدی ہجری کے شعرا (۳۴ شاعر)
- ۵۔ تیرہویں اور چودھویں صدی ہجری کے شعرا (۶۰ شاعر)
- ۶۔ چودھویں اور پندرہویں صدی ہجری کے شعرا (۱۹ شاعر)

اس طرح کل ۱۷۶ (ایک سو چھتر) شاعروں کے مختصر حالات اور انتخاب کلام تکملة التکملة کی زینت بنا ہے۔ شاعروں کے شمول میں کسی قسم کا امتیاز روا نہیں رکھا گیا۔ یہ نہ صرف مقامی اور پیدائشی سندھی شعرا کا تذکرہ ہے بلکہ ان میں وہ شعرا بھی شامل ہیں جو باہر سے آکر سندھ میں کچھ عرصہ مقیم ہوئے۔ دین و مذہب کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، دو ایک ہندو شعرا (صاحب راے آزاد، دلپت راے دلپت) بھی شامل ہیں، باقی تمام مسلمان شعرا ہیں۔ جیسے قانع اور خلیل کے تذکروں کی تخصیص یہ ہے کہ وہ صرف سندھ کے شاعروں کے حالات و کلام پر مشتمل ہیں، تکملة التکملة کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ یہ سندھ میں فارسی شعر و شاعری کے آخری دور کی دستاویز ہے۔

تکملة التكملة میں شعرا کے حالات اور انتخاب کلام کی مقدار میں یکسانیت نہیں ہے۔ اس کا دارومدار شاعر کی اہمیت، شہرت اور دستیاب کلام پر ہے۔ بعض شعرا کے حالات بہت مفصل اور انتخاب کلام بھی طویل ہے۔ جب کہ بعض شعرا کا ذکر اور کلام اختصار کے ساتھ ہے (جیسے: پیر محمد اشرف نقشبندی، ص ۲۷۴؛ جمال الدین، ص ۲۷۵)۔ ڈاکٹر بلوچ نے جیسا کہ اپنے مقصد تصنیف میں بتایا ہے کہ وہ باقیات شعراے سندھ محفوظ کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں علی اکبر شاہ رضوی روہڑی کا ترجمہ بطور مثال پیش کیا جاسکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں

راقم ۱۱ اگست ۱۹۵۲ء کو روہڑی شہر میں تھا جہاں میں نے سید علی اکبر شاہ کے بعض اشعار ان کاغذات میں دیکھے جو میرے میزبان مرحوم سید عطا حسین شاہ موسوی کی تحویل میں تھے۔ میں نے یہ ایک شعر نقل کر لیا کہ فرصت ختم ہو گئی۔^۶
اور اس کے بعد وہ ایک شعر نقل ہوا ہے۔

تکملة التكملة کی تالیف میں ڈاکٹر بلوچ نے بیسیوں مخطوطات، مطبوعات اور اپنی یادداشتوں سے فائدہ اٹھایا ہے۔ خاص طور پر قلمی بیاضیں ان کا اہم ماخذ رہی ہیں۔ کتاب کے آخر میں فہرست مصادر موجود ہے۔ ڈاکٹر بلوچ چونکہ خود ایک ذخیرہ مخطوطات کے مالک تھے، اس مذکرے کا بیشتر لوازم انھیں اپنے ہی ذخیرہ سے مل گیا۔

اپنے موضوع سے قطع نظر، تکملة التكملة ایک ایسے عالم اور محقق کی فارسی نگاری کا نمونہ بھی ہے جس کی مادری زبان سندھی ہے۔ یہ ہندوستانی اسلوب کی، بہت سہل فارسی ہے۔ جیسے یہ جملے:

حالات زندگی باغ علی خاں دستیاب نهد۔ (ص ۶۶)؛

خائفہ بحر شاہنامہ فردوسی تاریخ سند بعنوان نامه نغز در سال ۱۱۵۵ھ شروع کرد۔ (ایضاً)؛

درانتظار داری فارسی مہارت پیشہ ورانہ داشت۔ (ص ۱۲۶)۔

ویسے تو خدا کی زمین صاحب علم و فضل لوگوں سے خالی نہیں رہتی، لیکن حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے یہی کہنا ہوگا کہ سندھ میں سید حسام الدین راشدی اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ کے ساتھ ہی فارسی تذکرہ نگاری کا دور ختم ہوا اور تکملة التكملة اس روایت کا ”مسک الختام“ ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- * سابق پروفیسر شعبہ فارسی، کورڈن کالج، راول پنڈی۔
- ۱۔ محمد بن عبد الوہاب قزوینی، ”ترجمہ مصنف“، شمولہ لب لباب الالباب بسی و اہتمام مہیج ایڈورڈ براؤن (لنڈن، ۱۹۰۶ء)، ص ۳، پید، کج۔
- ۲۔ سید حسن عباس، احوال و آثار میر غلام علی آزاد بلگرامی (تہران: بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، ۱۳۸۳ ہجری شمسی)، ص ۷۷، ۱۰۷۔
- ۳۔ مقالات المتصنعا اور تکملة مقالات المتصنعا سندھی ادبی بورڈ، کراچی / حیدرآباد نے علی الترتیب ۱۹۵۷ء اور ۱۹۵۸ء میں شائع کیے۔
- ۴۔ یہ تذکرہ اقبال اکادمی، کراچی نے پہلی بار ۱۹۶۹ء میں شائع کیا۔
- ۵۔ ایک اشاعت مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد کی طرف سے ۲۰۰۷ء میں عمل میں آئی۔ اس اشاعت کا عنوان سندھ میں فارسی شاعری کا آخری دور: تکملة التکملة ہے۔
- ۶۔ نئی بخش خاں بلوچ، تکملة التکملة (جام شورو: آرٹس فیکلٹی، سندھ یونیورسٹی، ۲۰۰۷ء)، ص ۳۹۔

مآخذ

- بلوچ، نئی بخش خاں۔ تکملة التکملة۔ جام شورو: آرٹس فیکلٹی، سندھ یونیورسٹی، ۲۰۰۷ء۔
- حسن عباس، سید۔ احوال و آثار میر غلام علی آزاد بلگرامی۔ تہران: بنیاد موقوفات دکتر محمود افشار، ۱۳۸۳ ہجری شمسی۔
- خلیل، محمد اہم۔ تکملة مقالات المتصنعا۔ مرتب میر حسام الدین راشدی۔ حیدرآباد: سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۸ء۔
- قانع، میر علی شیر۔ مقالات المتصنعا۔ مرتب میر حسام الدین راشدی۔ حیدرآباد: سندھی ادبی بورڈ، ۱۹۵۷ء۔
- قزوینی، محمد بن عبد الوہاب۔ ”ترجمہ مصنف“۔ شمولہ لب لباب الالباب بسی و اہتمام مہیج ایڈورڈ براؤن۔ لنڈن، ۱۹۰۶ء۔